الاذان بر قبرِ مسلمان

قرآن وسنت کی
روشنی میں یہ مسئلہ حل کیا
گیا ہے کہ قبر پر آذان
دینا کیسا عمل ہے

از قلم

مفکر اسلام، محقق اہلسنت، پیر طریقت، جانشین نیر ملت

حضرت مولانا مفتی
پروفیسر علامہ
صاحبزادہ
احمد رضا اعظمی
مدظلہ العالی نیری
باروی
سعیدی

دربار عالیہ نیریہ ہوت والا شریف جمن شاہ ضلع لیہ، پنجاب

0300-8762360

پیش کش
علامہ
محمد محسن رضا نیری
0303-7448830

ناشر: ادارہ تحقیقات
نیر دربار ہوت والا
شریف جمن شاہ
ضلع لیہ

پیش کش
مفتی
محمد حامد رضا
اعظمی نیری باروی
0306-6403827

تمہید

الحمد لله رب العلمين - والعاقبة للمتقين، والصلوٰة والسلام علی حبيبه سيد المرسلين وعلى اٰله الطيبين

واصحابه الطاهرين اما بعد

بسم الله الرحمن الرحيم

مسلمانوں میں یہ بات صدیوں سے رائج ہے کہ وہ اپنے عزیز واقارب کودفن کرنے کے بعد قبر پرآذان دیتے ہیں تاکہ ہمارے موتی کی بہتری ہو۔ یہ کام اتنا احسن اور عمدہ سمجھا جاتا ہے کہ اب ہر مسلمان اس کام کو ضرور کرتا ہے۔ اگرچہ اس کام کی ابتداء دور نبوت سے ہوئی کہ موتی کو تلقین کی جائے اب ہر عام آدمی تلقین کے کلمات یادنہیں کرسکتا تھا لہذا علماء نے بہترین حل نکالا کہ تم قبر پر آذان دے دو۔ اس میں تلقین، تثبیت، ذکر، تسبیح، عمل صالح اور دعا سب کچھ آجاتا ہے۔ ویسے بھی شریعت کا ضابطہ ہے کہ ہر چیز میں اصل اباحت ہے۔ جب تک اس کے منع کی دلیل نہ ہو آپ اس کام سے شرعاً منع نہیں کرسکتے۔ سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۹ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا کے تحت تمام مفسرین اور فقہاء نے لکھا کہ تمام چیزیں مباح الاصل ہیں قاضی بیضاویؒ نے اپنی تفسیر انوار التنزیل میں ملا احمد جیون امیٹھوی نے تفسیرات احمدیہ اور نور الانوار میں لکھا ان الاباحۃ اصل فی الاشیاء اور امام اہلسنت سید محمود آلوسی بغدادیؒ نے تفسیر روح المعانی میں یہی استدلال پیش کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلویؒ نے فتاویٰ رضویہ ج ۵ میں لکھا کہ ''جس چیز کے بارے شریعت میں منع نہیں ہے وہ جائز اور حلال ہے'' مفتی احمد یار خان نعیمیؒ نے نور العرفان حاشیہ کنزالایمان میں لکھا ''اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ حرمت کے لیے دلیل چاہیے اور حلال ہونے کے لیے کسی دلیل کی حاجت نہیں۔'' فقیہہ العصر مولانا نوراللہ نعیمیؒ اپنے فتاویٰ نوریہ ج ا ص ۲۰۳ میں لکھتے ہیں۔

''اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے اور قرآن کریم واحادیث سے واضح طور پر ثابت ہے کہ اصل اشیاء اباحت ہے یعنی جب تک شرع مطہر سے کسی شی کی حرمت وکراہت ثابت نہ ہو تو اسے حرام ومکروہ نہیں کہہ سکتے۔'' اسی طرح تفسیر خازن، تفسیر کبیر، سنن ترمذی، سنن ابن ماجہ، ہدایہ، فتح القدیر، شامی وغیرہ سے ثابت ہے کہ اصل اشیاء اباحت ہے۔

ایک دفعہ ایسے شخص سے ملاقات ہوگئی جو قبر پر آذان دینے کو بدعت، ناجائز اور حرام سمجھتے تھے انہیں بہتیرا سمجھایا گیا لیکن ان پر ہدایت کے دروازے بند ہو چکے تھے۔ حالانکہ انہی کے مکتب فکر کے علماء نے بھی اصل اباحت کا قاعدہ پیش کیا ہے۔ مفتی محمد شفیع دیوبندی اپنی تفسیر معارف القرآن ج ا، ص ۱۷۴ پر لکھتے ہیں۔ ''اس لیئے جب تک کسی چیز کی حرمت قرآن وسنت سے ثابت نہ ہو اس کو حلال سمجھا جائے گا۔'' فتاویٰ رشیدیہ ج ا کتاب البدعات میں رشید احمد گنگوہی سے سوال کیا گیا کہ کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرانا قرون ثلثہ سے ثابت ہے یا نہیں اور بدعت ہے یا نہیں؟ تو انھوں نے جواب لکھا ''قرون ثلثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی

مگر اس کا فہم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس کی اصل شرع سے ثابت ہے بدعت نہیں۔" صحیح بخاری میں وہی احادیث ہیں جو زبان مصطفیٰ ﷺ سے جاری ہوئیں انہیں پڑھ کر دعا کرنا بدعت نہیں اور قبولیت دعا کا سبب ہیں تو آذان بھی زبان مصطفیٰ ﷺ سے جاری ہوئی تو آذان دے کر دعا مانگنا بھی بدعت نہیں اگرچہ قرون ثلاثہ سے ثابت نہ بھی ہو۔

بہر حال دوستوں نے فرمائش کی کہ اس کے متعلق رسالہ لکھا جائے تا کہ جو اچھا کام مسلمانوں میں جاری ہے جاری رہنا چاہیے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "مَارَاٰهُ الْمُؤمِنُوْنَ حَسَناً فَهُوَ عِنْدَاللّٰهِ حَسَنٌ" جس کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ قبر پر آذان دینا اگرچہ شرعاً نہ فرض ہے نہ واجب لیکن اس سے مسلمانوں کو بے شمار فوائد ہیں لہٰذا اس کے جواز کے لیے یہ رسالہ لکھا ہے اس میں نہ تو کسی پر تنقید ہے اور نہ کسی کی تردید ہے۔ بلکہ مسلمانوں کی بہتری مقصود ہے۔

وما توفیق الا باللہ

غبارِ راہِ حجاز

پروفیسر صاحبزادہ احمد رضا اعظمی نیری باروی سعیدی

دربار عالیہ نیریہ ہوت والا شریف جمن شاہ، ضلع لیہ، پنجاب

0300-8762360

قبر پر آذان:

اسلام ایک دین کامل ہے اس میں صرف فرائض وواجبات نہیں جبکہ سنن، نوافل، مستحبات اور مباحات بھی ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ فرائض وواجبات کے ساتھ ساتھ سنن، نوافل اور مستحبات کا بھی اہتمام کرے۔ جس طرح صحیح بخاری میں ہے۔ "وما تقرب الی عبدی بشئی ءِ احب الی مماافترضت علیه وما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبه" ۔اور میرا بندہ ایسی کسی چیز کے ذریعے میرا قرب نہیں پاتا جو مجھے فرائض سے زیادہ محبوب ہو اور میرا بندہ برابر نفلی عبادات کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔'' یعنی قرب الٰہی کا ذریعہ نوافل ہیں جن کا کرنا باعث ثواب اور نہ کرنا باعث گناہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر آپ اپنے عزیز واقارب سے بھلائی کرنا چاہتے ہیں تو کچھ ایسے عمل ان کے لیے بھی کرلیں جو فرض اور واجب تو نہیں لیکن اگر آپ کریں گے تو اس میں آپ کی اور آپ کے عزیز واقارب کی بہتری ہے۔ ان اعمال میں سے ایک عمل اپنے عزیز واقارب کو دفن کرنے کے بعد ان کی قبر پر آذان دینا ہے۔ چند دلائل آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں امید کافی ہے کہ اہلسنت کا یہ عمل آپ کو پسند آئے گا۔

دلیل نمبر 1: امام محمد بن علی ترمذیؒ اپنی کتاب نوادر الاصول فی معرفۃ احادیث الرسولؐ ص ۳۲۳ مطبوعہ دار صادر بیروت میں حضرت سفیان ثوریؒ سے روایت کرتے ہیں ''اذا سل المیت من ربک ترا ای له الشیطان فی صورت فیشیرالی نفسه ای انا ربک فلهذا ورد سوال التثبیت له حین یسئل ۔جب مردے سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ شیطان اس پر ظاہر ہوتا ہے اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہے یعنی میں تیرا رب ہوں اس لئے حکم آیا کہ میت کے لیے جواب میں ثابت قدم رہنے کی دعا کریں۔

اسی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے امام ترمذی اسی صفحہ پر آگے لکھتے ہیں۔'' ویؤیده من الاخبار قول النبی ﷺ عند دفن المیت اللهم اجره من الشیطان فلولم یکن للشیطان هناک سبیل ماکان لید عوله رسول الله ﷺ بان یجیره من الشیطان ۔''یعنی وہ حدیثیں جو اس کی تائید کرتی ہیں جن میں وارد ہے کہ نبی کریم ﷺ میت کو دفن کرتے وقت دعا فرماتے الٰہی اسے شیطان سے بچا۔ اگر وہاں شیطان کا کچھ دخل نہ ہوتا تو حضور اقدس ﷺ یہ دعا کیوں فرماتے؟''

اب جس مسلمان پر یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ شیطان قبر میں آکر قبر والے کو بھلانا چاہتا ہے اگر خدانخواستہ وہ مسلمان شیطان کے بہکاوے میں آگیا اور وہ شیطان کو اپنا رب کہہ بیٹھا تو آپ خود سوچیں اس کا انجام کیا ہوگا۔ لہٰذا اس میت سے محبت کرنے والے یہی چاہیں گے کہ ہمارے میت پر شیطان کا اثر نہ ہو۔ شیطان کو بھگانے کا طریقہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جسے صحیح بخاری

اور صحیح مسلم میں بیان کیا گیا ہے۔ صحیح مسلم باب فضل الاذان و ہرب الشیطان عند سماعہ میں روایت ہے۔

"عن ابی ھریرہ قال قال رسول الله ﷺ اذا اذن المؤذن ادبر الشیطن وله حصاص۔" حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مؤذن آذان دیتا ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے گوز مارتا ہے۔" اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے والد، دادا، چچا، ماموں، بھائی، بیٹا، ماں، بہن، بیٹی اور دیگر عزیز و اقارب شیطان کے اثرات سے محفوظ رہیں تو قبر پر آذان دیا کریں۔

دلیل نمبر 2:۔ مسند احمد بن حنبل ج ۳، ص ۳۶۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت میں حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے۔ اور اسی روایت کو امام طبرانیؒ اور امام بیہقیؒ نے بھی روایت کیا ہے۔

"لمادفن سعد بن معاذؓ وسوی علیه سبح النبی ﷺ وسبح الناس معه طویلا ثم کبر و کبر الناس ثم قالوا یارسول الله لم سبحت ثم کبرت قال لقد تضایق علی هذاالرحل الصالح قبره حتی فرج الله تعالیٰ عنه ـ" جب حضرت سعد بن معاذؓ دفن ہو چکے اور قبر درست کر دی گئی تو نبی کریم ﷺ دیر تک سبحان اللہ سبحان اللہ فرماتے رہے اور صحابہ کرامؓ بھی آپ کے ساتھ کہتے رہے پھر حضور ﷺ اللہ اکبر، اللہ اکبر فرماتے رہے اور صحابہ کرام بھی آپ کے ساتھ کہتے رہے۔ پھر صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! آپ پہلے تسبیح پھر تکبیر کیوں فرماتے رہے۔ ارشاد فرمایا اس نیک مرد پر اس کی قبر تنگ ہوئی تھی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی قبر کشادہ فرما دی۔" اس روایت سے درج ذیل مسائل اخذ ہوتے ہیں۔

i۔ قبر پر تسبیح اور تکبیر کرنا جائز ہے۔

ii۔ قبر پر ذکر، تسبیح، تکبیر وغیرہ کرنے سے میت کو فائدہ ہوتا ہے۔

iii۔ رسول اللہ ﷺ قبر کے اندر کے حالات جانتے ہیں اور اس کی خبر دیتے ہیں۔

v۔ صاحب قبر مسلمان کو زندہ مسلمان فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔

vi۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اپنے موتی کے لیے تسبیح و تہلیل، ذکر و اذکار، صدقات و خیرات یا دیگر عبادات کر کے ان کے لیے آسانیاں پیدا کرنا سنت رسول ﷺ ہے۔

vii۔ اگر مسلمان اپنے موتی کی آسانی اور بہتری کے لیے کوئی عمل کریں تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے اللہ اکبر، اللہ اکبر بار بار کہا ہے اور آذان میں یہ کلمہ چھ بار آیا ہے۔ تو معلوم ہوا آذان کہنے سے میت کی قبر کشادہ ہو جاتی ہے۔ اگر کسی مہربان کے ذہن میں ہو کہ نبی کریم ﷺ نے تو صرف اللہ اکبر، اللہ اکبر فرمایا تھا لیکن آذان میں دوسرے کلمات بھی ہیں جو کہ زائد ہیں تو اس کے بارے میں اہلسنت فقہ حنفیہ کی معتبر کتاب الھدایہ ج ا

ص ۲۳۷ باب الاحرام مطبوعہ قرآن محل کراچی میں ہے:

"لاینبغی ان یخل بشی ء من هذه الکلمات لانه هو المنقول باتفاق الرواة فلا ینقص عنه ولو زادفیها جاز لان المقصود الثناء واظهار العبودیة فلایمنع من الزیادة علیه۔ "ان کلمات میں کمی نہیں ہونی چاہیے کہ یہی نبی کریم ﷺ سے منقول ہیں توان سے گھٹائے نہیں اوراگر بڑھائے تو جائز ہے کہ مقصود اللہ تعالیٰ کی تعریف اوراپنی بندگی کا اظہار کرنا ہے تو کلمات میں زیادہ منع نہیں۔"

آذان میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی اوررسول اللہ ﷺ کی رسالت کا ذکر ہے اوردین اسلام کی دعوت کی بات ہے لہٰذا قبر پر آذان دینے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ موتی کی بہتری ہے۔

دلیل نمبر 3:۔ جامع الترمذی، ابواب الجنائز باب ماجاء فی تلقین المریض عندالموت والدعاء ج ۱ ص ۱۴۹ مطبوعہ قرآن محل کراچی میں ہے۔

"عن ابی سعید الخدری عن النبی ﷺ قال لقنوا موتا کم لااله الا الله۔ اپنے مردوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو۔"

یہی حدیث صحیح مسلم، مسند احمد بن حنبل، سنن ابوداؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ میں بھی موجود ہے۔ اس حدیث کے علماء کے دومعنی مراد لیے ہیں۔ ایک حقیقی معنی یعنی اپنے موتی کو دفن کرنے کے بعد تلقین کرواوردوسرامجازی معنی مراد لیتے ہیں یعنی جب کسی پر جانکنی عالم ہو قریب المرگ ہو تو اسے کلمہ کی تلقین کرو۔ کیونکہ انسان پر یہی دووقت بڑے اہم ہوتے ہیں اگر مرتے وقت خاتمہ بالخیر نہ ہو تو ساری زندگی بربادگئی اوراگر قبر میں سوالات کے جواب صحیح نہ دے سکا تو آئندہ کی زندگی بربادھوگئی۔ اسی لیے سرکار دوعالم ﷺ نے تلقین کا حکم فرمایاہے۔ اگر تلقین سے فائدہ نہ ہوتا تو سرکار کبھی بھی ایک لایعنی اور بے فائدہ کام کا حکم نہ فرماتے۔ اسی حدیث پر بحث کرتے ہوئے علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی اپنی کتاب ردالمحتار علی الدرالمختار ج ۱، ص ۷۹۷ باب فی التلقین بعدالموت میں لکھتے ہیں:

"اما عنداهل السنة فالحدیث ای لقنوا موتا کم لا اله الاالله محمول علی حقیقه وقدروی عنه علیه الصلوٰة والسلام انه امربالتلقین بعد الدفن فیقول یا فلان بن فلان اذکر دینك الذی کنت علیه من شهادة ان لا اله الاالله وان محمداً رسول الله۔ اہل سنت کے نزدیک یہ حدیث لقنوا موتاکم اپنے حقیقی معنی پر محمول ہے اور حضور ﷺ سے روایت ہے کہ آپ نے دفن کے بعد تلقین کرنے کا حکم دیا پس قبر پر کہے اے فلاں بن فلاں تو اس دین کو یاد کر جس پر تو تھا اور گواہی دیتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔"

علامہ ابن عابدین شامی اسی صفحہ پر اس عبارت کے پانچ سطروں کے بعد لکھتے ہیں۔ "انما لاینهی عن التلقین بعد الدفن لانه لا ضرر بل فیه نفع فان المیت یستانس بالذکر علی ماورد فی الاثار۔ دفن کے بعد تلقین سے منع نہیں کرنا چاہیے

کیونکہ اس میں کوئی نقصان تو ہے ہی نہیں بلکہ اس میں نفع ہی نفع ہے کیونکہ میت ذکرالٰہی سے انس حاصل کرتی ہے جیسا کہ احادیث میں آیا ہے۔"

سنن ابوداؤد، مترجم باب فی المسالۃ فی القبر وعذاب القبر ج ۳، ص ۵۱۰ مطبوعہ ایم سعید اینڈ سنز تاجران کتب قرآن محل کراچی میں حدیث نمبر ۱۳۲۳ ہے۔ "عن البراء بن عازب ان رسول اللہ ﷺ قال ان المسلم اذا سئل فی القبر فشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ۔ حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مسلمان سے قبر میں سوال ہوتا ہے تو وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور بے شک محمد ﷺ کے رسول ہیں۔"

ہر مسلمان جانتا ہے کہ قبر میں تین سوال ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے، رسول اللہ ﷺ کے بارے اور دین کے بارے میں تو ان تینوں سوالات کے جواب آذان میں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے معبود ہونے کا اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اور میرا دین وہ ہے جس میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔ لہٰذا اگر کوئی مسلمان چاہتا ہے کہ اس کا میت نکیرین کے سوالات میں کامیاب ہوجائے تو وہ اس کی قبر پر آذان دے۔

دلیل نمبر4:۔ امام ابوالقاسم سلیمان ابن احمد الطبرانی متوفی ۳۶۰ھ معجم اوسط ج ۹، ص ۲۵۹ حدیث نمبر ۸۵۶۴ مطبوعہ مکتبہ المعارف ریاض میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اطفؤا الحریق بالتکبیر، آگ کو تکبیر سے بجھاؤ" اسی طرح امام عبداللہ بن عدی الجرجانی التوفی ۳۶۵ھ الکامل فی الضعفاء الرجال ج ۴، ص ۱۴۶۹ مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آقائے دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "اذا رأیتم الحریق فکبروا فانہ یطفیٔ النار، جب تم آگ دیکھو تو اللہ اکبر، اللہ اکبر کی بکثرت تکرار کرو کہ وہ آگ کو بجھا دیتا ہے۔"

علامہ مناویؒ اسی حدیث کی تشریح بیان کرتے ہوئے التیسیر شرح جامع الصغیر ج ۱، ص ۱۰۰ مکتبہ امام شافعی ریاض میں تحریر فرماتے ہیں "فکبروا ای قولوا اللہ اکبر اللہ اکبر وکرروہ کثیرا، فکبروا سے مراد یہ ہے کہ اللہ اکبر اللہ اکبر کثرت کے ساتھ باربار کہو۔"

حضرت علامہ ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج ۱، ص ۲۱۱ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان میں اُس حدیث کی شرح جس میں حضور پُر نور ﷺ دیر تک قبر کے پاس اللہ اکبر اللہ اکبر فرماتے رہے، لکھتے ہیں:

"التکبیر علی ھذا لاطفاء الغضب الالٰھی ولھذا ورد استحباب التکبیر عند رؤیۃ الحریق، یہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا غضب الٰہی کے بجھانے کے لیے ہے لہٰذا آگ لگی دیکھ کر اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا مستحب ٹھہرا۔"

سرکار دوعالم ﷺ وسلم کا فرمان اذا رأیتم الحریق فکبروا یعنی جب تم آگ بھڑکتی دیکھو اور آگ بجھانے کی طاقت نہ

رکھتے ہوں تو اس وقت اللہ اکبر اللہ اکبر کہو کہ اس تکبیر کی برکت سے آگ ٹھنڈی پڑ جائیگی۔ چونکہ عذاب قبر کا تعلق بھی آگ سے ہے اور تم اسے ہاتھ سے بجھانے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اب اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے موتی آگ کے عذاب سے نجات پائیں تو تم تکبیر کہو اور بار بار اللہ اکبر اللہ اکبر کہو۔ آذان میں اللہ اکبر کا کلمہ چھ بار آتا ہے لہذا بہتر ہے کہ تم قبر پر آذان دے کر اپنے موتی سے بھلائی کر سکتے ہو۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ قبر پر تکبیر کہنا سرکار کا فرمان بھی ہے اور سنت بھی۔

دلیل نمبر 5:۔ امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ اپنی سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی ادخال المیت القبر ص ۱۱۲ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی میں روایت کرتے ہیں "عن سعید بن المسیبؓ قال حضرت ابن عمرؓ فی جنازۃ فلما وضعھا فی اللحد قال بسم اللہ وفی سبیل اللہ و علی ملۃ رسول اللہ فلما اخذ فی تسویۃ اللبن علی اللحد قال اللھم اجرھا من الشیطان و من عذاب القبر قلت یا ابن عمر شئی سمعۃ من رسول اللہ ﷺ ام قلتہ برایک قال بل شئی سمعتہ من رسول اللہ ﷺ. حضرت سعید بن میتبؓ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ ایک جنازہ میں حاضر ہوا حضرت عبداللہؓ نے جب اسے لحد میں رکھا تو کہا بسم اللہ وفی سبیل اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ پھر جب لحد برابر کرنے لگے تو کہا یا اللہ اسے شیطان سے بچا اور عذاب قبر سے امان دے۔ میں نے کہا اے عبداللہ بن عمرؓ تو نے یہ چیز رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے یا اپنی رائے سے کیا ہے کہا بلکہ میں نے یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔"

امام ابوعبداللہ محمد الحکیم الترمذی التوفی ۳۲۰ھ اپنی کتاب نوادر الاصول فی معرفۃ احادیث الرسول فصل ۲۴۹ ص ۳۲۳ مطبوعہ دار صادر بیروت میں تابعی رسول حضرت عمرو بن مرہؓ سے روایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "کانوا یستحبون اذا وضع المیت فی اللحدان یقولوا اللھم اعذہ من الشیطان الرجیم۔ صحابہ کرام یا تابعین عظام مستحب جانتے تھے کہ جب میت کو لحد میں رکھا جائے تو اس کے لیے دعا کی جائے کہ اے اللہ اسے شیطان مردود سے پناہ دے۔"

امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کے استاد امام عبداللہ بن محمد ابی شیبہؒ متوفی ۲۳۵ھ اپنی تصنیف المصنف ابن ابی شیبہ باب ماقالوا اذا وضع المیت فی قبرہ ج ۳، ص ۳۲۹ مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی میں حضرت خیثمہؒ سے روایت کرتے ہیں کہ "کانوا یستحبون اذا وضعوا المیت ان یقولو ا بسم اللہ و فی سبیل اللہ وعلیٰ ملۃ رسول اللہ اللھم اجرہ من عذاب القبر وعذاب النار و من شر الشیطان الرجیم ۔صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ اس کام کو مستحب جانتے تھے کہ جب میت کو دفن کریں تو یوں کہیں اللہ کے نام سے، اور اللہ کی راہ میں اور رسول اللہ ﷺ کی ملت پر، اے اللہ اسے قبر کے عذاب سے، آگ کے عذاب سے اور شیطان مردود کے شر سے پناہ عطا فرما۔

ان روایات سے ثابت ہوا کہ عذاب قبر برحق ہے۔ آگ کا عذاب بھی حق ہے اور شیطان معلون کا بھی دخل ہوتا ہے اور یہ

بھی واضح ہوا کہ ان سے بچنے کی تدابیر کرنا رسول ﷺ صحابہ کرامؓ اور تابعین عظام کی سنت ہے۔ اور یہ ہم احادیث سے واضح کر چکے ہیں کہ آگ کو ٹھنڈا کرنے اور شیطان کو دفع کرنے کی بہترین اور عمدہ تدبیر تکبیر اور آذان ہے۔ لہٰذا آپ اپنے موتیٰ کی قبر پر آذان دے کر انہیں آگ کے عذاب اور شیطان لعین کی دخل اندازی سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔

دلیل نمبر 6:۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانیؒ متوفی ۲۷۵ھ اپنی سنن ابوداؤد باب ۶۱۴ الاستغفار عند القبر للمیت حدیث ۱۳۶۴، ج ۲، ص ۱۰۳ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور میں حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت کرتے ہیں۔ "کان النبی ﷺ اذا فرغ من دفن المیت وقف علیه فقال استغفروا لاخیکم واسالوا له بالتثبیت فانه الان یسئل ۔حضور اقدس ﷺ جب میت کو دفن کرنے کے بعد فارغ ہوتے تو قبر پر ٹھہر جاتے اور ارشاد فرماتے اپنے بھائی کے لیے مغفرت طلب کرو اور اس کے لیے جواب نکیرین میں ثابت قدم رہنے کی دعا مانگو کہ اب اس سے سوال ہوگا؟

امام محمد بن علی حکیم ترمذیؒ اپنی تصنیف نوادر الاصول فصل ۲۴۹ ص ۳۲۳ مطبوعہ دار صادر بیروت میں اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ اب قبر پر کھڑے ہو کر مسلمانوں کی جماعت کا دعا کرنا میت کی مدد ہے کیونکہ یہ وقت میت کی مشغولیت کا ہے کہ اُسے نئی جگہ کا خوف اور نکیرین کے سوال پیش آنے والے ہیں۔ وہ مزید امام آجریؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ یستحب الوقوف بعد الدفن قلیلا والدعاء للمیت۔ مستحب یہ ہے کہ دفن کے بعد کچھ دیر قبر پر ٹھہریں اور میت کے لیے دعا کریں۔"

اہل سنت کی معتبر کتب فتح القدیر، بحر الرائق، نہر الفائق اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ قبر کے پاس کھڑے ہو کر دعا کرنا سنت سے ثابت ہے اور دعا کے بارے حضرت ملا علی قاری مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح باب التسبیح فصل دوم ج ۵ ص ۱۱۲ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان میں لکھتے ہیں۔ "کل دعاء ذکر وکل ذکر دعا۔ یعنی ہر دعا ذکر ہے اور ہر ذکر دعا ہے۔"

ہر مسلمان جانتا ہے آذان بہترین ذکر الٰہی ہے اور ہر ذکر دعا ہے۔ اور قبر پر دعا کرنا سنت رسول ﷺ سے ثابت ہے۔ لہٰذا اب کوئی بھی چیز قبر پر آذان دینے کے مانع نہیں ہے۔ ایک اور حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کو دعا فرمایا ہے۔ امام مسلم بن الحجاج القشیری متوفی ۲۶۱ھ صحیح مسلم باب خفض الصوت بالذکر ج ۲، ص ۳۴۶ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی میں روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں صحابہ کرامؓ نے با آواز بلند اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا شروع کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ "اے لوگو اپنی جانوں پر نرمی کرو انکم لا تدعون اصم ولا غائبا انکم تدعون سمیعا بصیرا۔ تم کسی بہرے یا غائب سے دعا نہیں کرتے بلکہ سمیع و بصیر سے دعا کرتے ہو۔"

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی تعریف اور تکبیر دعا ہے اور قبر پر دعا کرنا سنت سے ثابت ہے۔ لہٰذا قبر پر آذان سے بھی دعا کا مقصد پورا ہو جاتا ہے۔

دلیل نمبر 7:۔ امام محمد بن محمد الجزریؒ متوفی ۸۳۳ھ اپنی تصنیف لطیف حصن حصین باب آداب الدعاء ص ۱۴ مطبوعہ نولکشور

لکھنؤ میں صحیح مسلم، جامع ترمذی، اور سنن ابوداؤد کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں۔

"آداب الدعاء منھا تقدیم عمل صالح وذکرہ عند الشدۃ۔ یہ بات دعا کے آداب میں ہے کہ اس سے پہلے عمل صالح ہو اور مشکل وقت میں ذکر الٰہی کرنا چاہیے۔" دفن کا وقت یقیناً ایک مشکل وقت ہے اس وقت ذکر اور دعا کی اشد ضرورت ہے اور دعا کے آداب میں یہ بات شامل ہے کہ پہلے کوئی عمل صالح کیا جائے۔ اور آذان دینا یقیناً عمل صالح ہے۔ قبر پر دعا مانگنا سنت ہے اور دعا کے آداب میں پہلے عمل صالح ہے لہٰذا ایک سنت کو ادا کرنے کے لیے اس کے آداب کو ملحوظ رکھا جائے۔ میت کو دفن کرتے وقت کونسا عمل صالح کیا جاسکتا ہے اور وہ آذان ہے۔ تو اس لحاظ سے بھی قبر پر آذان دینا جائز ہے۔

دلیل نمبر 8:۔ امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ المستدرک علی الصحیحین باب لا یرد الدعاء عند الاذان وعند الباس ج۱، ص ۱۹۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت میں روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ثنتان لا ترد الدعاء عند النداء وعند البأس ۔ دو دعائیں رد نہیں ہوتیں ایک آذان کے وقت اور ایک جہاد میں جب کفار سے لڑائی شروع ہو۔"

امام حاکم اسی مستدرک باب اجابۃ الاذان والدعاء بعدہ ج۱، ص ۵۴۶ میں ایک اور روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اذا نادی المنادی فتحت ابواب السماء واستجیب الدعاء . جب آذان دینے والا آذان دیتا ہے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دعا قبول ہوتی ہے۔"

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ دعا کی قبولیت کے لیے آذان بہترین ذریعہ ہے کیونکہ آذان کے بعد آپ جو دعا مانگیں اللہ تعالیٰ اُسے شرفِ قبولیت عطا فرمائے گا۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم موتی کے لیے جو دعا مانگیں وہ قبول ہو جائے تو اس کا بہترین اور عمدہ طریقہ یہی ہے کہ آپ قبر پر آذان دے کر دعا مانگیں تا کہ آپ کی دعا قبول ہو جائے۔ اگر کوئی مہربان یہ بھلانے کی کوشش کرے کہ آذان کے بعد جو دعا مانگی جاتی ہے بس وہی مانگنی چاہیے تو ان مہربانوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ دعا اس آذان کے بعد مانگی جاتی ہے جو آذان نماز کی جماعت کے لیے دی جاتی ہے۔ اگر اس دعا کا ترجمہ پڑھ لیں تو بات سمجھ آجائیگی۔ یہ آذان چونکہ میت کے لیے ہے لہٰذا اس کے بعد دعا بھی میت کے لیے مانگی جائے گی۔

دلیل نمبر 9:۔ امام احمد بن حنبلؒ متوفی ۲۴۱ھ المسند مرویات معاذ بن جبلؓ ج ۵، ص ۲۳۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ما من شئی انجی من عذاب اللہ من ذکر اللہ ۔ اللہ کے ذکر سے زیادہ کوئی چیز عذاب الٰہی سے نجات دینے والی نہیں ہے۔"

اس حدیث کو امام بیہقیؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ عذاب الٰہی سے بچنے کا ذریعہ ذکراللہ ہے۔ اور آذان یقیناً ذکراللہ ہے۔ ایک دوسری حدیث سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ جہاں آذان دی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس جگہ کو عذاب سے امان دے دیتا ہے۔

امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی متوفی ۳۶۰ھ المعجم الکبیر مرویات انس بن مالکؓ حدیث ۷۴۶ ج ۱ ص ۲۵۷ مطبوعہ المکتبہ الفیصلیہ بیروت میں روایت بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"اذا اذن فی قریۃ امنھا اللہ من عذابہ فی ذلک الیوم۔ جب کسی بستی میں آذان دی جائے تو اللہ تعالیٰ اس دن اسے اپنے عذاب سے امن دیتا ہے۔"

اس حدیث سے پتا چلا کہ آذان کی برکت سے اللہ تعالیٰ پوری بستی سے عذاب اٹھا لیتا ہے اور انہیں امان عطا فرماتا ہے۔ جب کسی مسلمان کو قبر پر آذان دی جاتی ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ پورے قبرستان سے عذاب اٹھا لیتا ہے۔

حضرت ملا علی بن سلطان محمد القاریؒ متوفی ۱۰۱۴ھ شرح عین العلم باب ۸، ص ۳۳۲ مطبوعہ امرت پریس لاہور میں قبر کے پاس قرآن مجید پڑھنے اور تسبیح و دعائے رحمت و مغفرت کرنے کی وصیت فرما کر لکھتے ہیں۔ "فان الاذکار کلھا نافعۃ لہ فی تلک الدار۔ تمام ذکر اذکار میت کو قبر میں نفع دیتے ہیں۔"

حافظ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفیؒ متوفی ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح البخاری باب موعظۃ المحدث عندالقبر ج ۸، ص ۱۸۶ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ بیروت میں تحریر فرماتے ہیں: "واما مصلحۃ المیت فمثل اذا اجتمعوا عندہ لقرأۃ القرآن والذکر فان المیت ینتفع بہ۔ میت کے لیے اس میں مصلحت ہے کہ مسلمان اس کی قبر کے پاس جمع ہو کر قرآن پڑھیں ذکر کریں کہ میت کو اس سے نفع ہوتا ہے۔"

لہٰذا معلوم ہوا کہ میت کی قبر پر آذان دینے سے عذاب ٹل جاتا ہے۔ ذکر سے میت کو نفع ہوتا ہے۔ یقیناً ہر مسلمان اپنے موتیٰ کے لیے یہی چاہتا ہے کہ اس کی قبر سے عذاب ٹل جائے اُسے امان مل جائے اور اُسے نفع پہنچتا رہے اور ان تمام چیزوں کے لیے بہترین عمل یہی ہے کہ اس کی قبر پر آذان دی جائے۔

دلیل نمبر 10:۔ جب انسان قبر کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں جاتا ہے تو اُسے وحشت اور گھبراہٹ ہوتی ہے۔ سوا ان لوگوں کے جن پر اللہ تعالیٰ اپنا خصوصی رحم و کرم فرما دے۔ اس وحشت اور گھبراہٹ کو دور کرنے اور دل کے اطمینان و سکون کے لیے مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے فرمایا "الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ۔ (الرعد: ۲۸)
سن لو! اللہ کے ذکر سے دل اطمینان و سکون پاتے ہیں۔"

اور یہ واضح ہے کہ آذان اللہ کا ذکر ہے۔ لہٰذا قبر پر آذان دینے سے میت کو اطمینان وسکون ملتا ہے اور اس کی وحشت دور ہوتی ہے۔ آذان یقیناً وحشت کو دور کرتی ہے۔ جیسا کہ امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی متوفی ۴۳۰ حلیۃ الاولیاء مرویات عمرو بن قیس الملائی ج ۲، ص ۱۰۷ مطبوعہ دارالکتاب العربیہ بیروت میں روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ "نزل ادم بالهند فاستوحش فنزل جبریل علیه السلام فنادی بالاذان ۔ جب آدم علیہ السلام جنت سے ہندوستان میں اُترے تو انہیں گھبراہٹ ہوئی تو جبرائیل علیہ السلام نے اُتر کر آذان دی۔"

اپنے مسلمان بھائی کی قبر میں وحشت دور کرنے کے لیے اگر آپ آذان دیں گے تو اللہ تعالیٰ اس کی وحشت اور گھبراہٹ دور کردے گا اور آذان دینے والے کو اجر دے گا۔ جیسا کہ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ صحیح مسلم باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن ج ۲، ص ۳۴۵ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ "الله فی عون العبد ماکان العبد فی عون اخیه۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد میں ہے جب تک بندہ اپنے بھائی مسلمان کی مدد میں ہے۔"

جب ایک مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی وحشت وگھبراہٹ دور کرنے اور دل کے اطمینان کے لئے کوشش کررہا ہے تو یقیناً وہ اللہ کو پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بندہ تو میرے بندے کی مدد کررہا ہے تو غیب سے میں تیری مدد کررہا ہوں۔ لہٰذا قبر پر آذان دینے سے صرف قبر والے کو ہی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ آذان دینے والے کو بھی فائدہ ہوتا ہے۔

جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ امام ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ متوفی ۲۵۶ھ نے صحیح بخاری باب لایظلم المسلم المسلم ج ۱، ص ۳۳۰ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی میں بیان کیا ہے۔ سرکار دوعالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ "من کان فی حاجة اخیه کان الله فی حاجته ومن فرج عن مسلم کربة فرج الله عنه بها کربة من کرب یوم القیامة ۔ جو اپنے مسلمان بھائی کے کام میں ہو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی فرماتا ہے اور جو کسی مسلمان کی تکلیف دور کرے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے قیامت کی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت دور فرمائے گا۔" یہ حدیث صحیح مسلم اور سنن ابوداؤد میں بھی موجود ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی مسلمان کسی مسلمان کی قبر پر آذان دے کر اس کی حاجت روائی کرتا ہے اور اس سے تکلیف اور وحشت دور کرتا ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ دنیا میں اس کی حاجت روائی فرمائے گا اور قیامت والے دن اس کی مصیبت دور فرمائے گا۔

دلیل نمبر 11:۔ حضرت ملا علی قاریؒ متوفی ۱۰۱۴ھ مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح باب الاذان ج ۲، ص ۱۴۹ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان میں مسند الفردوس کے حوالے سے ایک روایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت شدہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیان کرتے ہیں۔ "رانی النبی ﷺ حزینا فقال یا ابن ابی طالب انی اراك حزینا فمر بعض اهلك یؤذن فی اذنك فانه درء الهم۔ مجھے نبی کریم ﷺ نے غمگین دیکھا تو ارشاد فرمایا اے علیؓ! میں تجھے غمگین پاتا ہوں۔ اپنے کسی گھر والے سے کہہ کہ تیرے

کان میں آذان کہے کیونکہ آذان غم و پریشانی کی دافع ہے۔"

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ آذان غم والم، پریشانی و گھبراہٹ کو دور کرتی ہے۔ جب آپ قبر پر آذان کہیں گے تو یقیناً صاحب قبر کی پریشانی دور ہوگی اور اُسے خوشی اور راحت نصیب ہوگی۔ اور کسی مسلمان کو خوش کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ جیسا کہ امام سلیمان بن احمد الطبرانی متوفی ۳۶۰ھ نے المعجم الکبیر مرویات عبداللہ بن عباس حدیث ۱۱۰۷۹، ج ۱۱، ص ۷۱ مطبوعہ المکتبہ الفیصلیہ بیروت میں بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"ان احب الاعمال الی اللہ تعالیٰ بعد الفرائض ادخال السرور علی المسلم . بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرضوں کے بعد سب اعمال سے زیادہ محبوب مسلمان کو خوش کرنا ہے۔" اسی المعجم الکبیر مرویات حسن بن علیؓ حدیث ۲۷۳۱، ج ۳، ص ۸۳ میں حضرت امام حسنؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ "ان موجبات المغفرة ادخالك السرور علی اخیك المسلم ۔ بے شک تیرا اپنے بھائی مسلمان کو خوش کرنا موجبات مغفرت سے ہے۔"

ان احادیث کی روشنی میں یہ واضح ہو جاتا ہے کہ قبر پر آذان دینے سے موتی کو بھی فائدہ ہوتا ہے اور آذان دینے والے کے لیے مغفرت کا سبب ہے۔

دلیل نمبر 12:۔ امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی شارح صحیح مسلم متوفی ۶۷۶ھ کتاب الاذکار المنتخبہ من کلام سید الابرار باب مایقول بعد الدفن ص ۱۴۷ مطبوعہ دارالکتاب العربیہ بیروت میں لکھتے ہیں۔ "یستحب ان یعقد عند القبر بعد الفراغ ساعة قدرما ینحر جزور ویقسم لحمھا ویشغل القاعدون بتلاوة القرآن والدعاء للمیت والوعظ وحکایات اھل الخیر واحوال الصالحین۔ مستحب ہے کہ دفن سے فارغ ہوکر ایک ساعت قبر کے پاس بیٹھیں اتنی دیر کہ ایک اونٹ ذبح کیا جائے اور اس کا گوشت تقسیم ہو اور بیٹھنے والے قرآن مجید کی تلاوت اور میت کے لیے دعا اور وعظ و نصیحت اور نیک بندوں کا ذکر و حکایت میں مشغول رہیں۔"

شیخ محقق حضرت الشاہ عبدالحق محدث دہلویؒ متوفی ۱۰۵۲ھ لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح فصل ۲، باب اثبات عذاب القبر ج ۱، ص ۲۰۰ مطبوعہ مکتبہ المعارف علمیہ لاہور میں لکھتے ہیں۔ "قد سمعت عن بعض العلماء ان یستحب ذکر مسئلة من مسائل الفقیھه۔ بہ تحقیق میں نے بعض علماء سے سنا کہ دفن کے بعد قبر کے پاس کسی مسئلہ فقہ کا ذکر مستحب ہے۔"

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ باب اثبات عذاب القبر فصل ۲، ج ۱، ص ۱۲۱ مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ ۱۹۶۳ء میں تحریر فرماتے ہیں "اگر ختم قرآن کنند اولیٰ وافضل باشد اگر مسئلہ از مسائل فقہ ذکر کنند نیز فضیلت وارد و باعث نزول رحمت ست و مناسب حال ذکر مسئلہ فرائض است و مختار آنست کہ خواندن قرآن بر سر قبر مکروہ نیست۔ دفن کے بعد قبر پر اگر ختم قرآن کیا

جائے تو اولی و افضل ہے اور اگر مسائل فقہ میں سے کوئی مسئلہ ذکر کرنا باعث فضیلت اور نزول رحمت کا سبب ہے۔ بہر حال حالات کے پیش نظر مسئلہ بیان کرنا یا قبر پر قرآن پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔"

جب قبر پر مسائل فقہ بیان کرنا نزول رحمت کا سبب ہیں تو اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ قبر پر آذان دینا جائز اور نزول رحمت کا سبب ہے۔ حالانکہ قرآن وحدیث میں نہیں آیا کہ قبر پر مسائل فقہ بیان کئے جائیں۔ علمائے اسلام نے قرآن وسنت سے اخذ کیا ہے کہ یہ نزول رحمت کا سبب اور جائز ہیں اس سے موتی کو فائدہ ہوتا ہے۔ اور مسلمانوں کا مقصد اپنے موتی کی بہتری اور بھلائی ہے تو اسی طرح یہی اخذ کیا جاتا ہے کہ دفع عذاب وشیطان کے لیے اور نزول رحمت و برکت کے لیے قبر پر آذان دینی چاہیے۔

الحمدللہ ہم نے مسئلہ آذان بر قبر مسلمان قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خیر الناس من ینفع الناس لوگوں میں بہتر وہ ہے جو دوسروں کو نفع پہنچائے۔ امید ہے ہر مسلمان اپنے موتی کی قبر پر آذان دے کر اسے ضرور نفع پہنچائے گا۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے طفیل دین اسلام کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

خادم العلم والعلماء

پروفیسر صاحبزادہ احمد رضا اعظمی نیری باروی سعیدی

دربار عالیہ نیریہ ہوت والا شریف جمن شاہ، ضلع لیہ، پنجاب

0300-8762360

ماخذ و مراجع

-1	مصنف ابن ابی شیبہ	امام عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہؒ متوفی ۲۳۵ھ
-2	مسند احمد	امام احمد بن حنبلؒ متوفی ۲۴۱ھ
-3	صحیح بخاری	امام محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ متوفی ۲۵۶ھ
-4	صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج قشیریؒ۔ متوفی ۲۶۱ھ
-5	سنن ابن ماجہ	امام محمد بن یزید ابن ماجہؒ متوفی ۲۷۳ھ
-6	سنن ابوداؤد	امام سلیمان بن اشعث سجستانیؒ متوفی ۲۷۵ھ
-7	سنن ترمذی	امام محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ متوفی ۲۷۹ھ
-8	سنن نسائی	امام احمد بن شعیب نسائیؒ متوفی ۳۰۳ھ
-9	نوادر الاصول	امام محمد الحکیم الترمذیؒ متوفی ۳۲۰ھ
-10	معجم اوسط	امام سلیمان بن احمد الطبرانیؒ متوفی ۳۶۰ھ
-11	معجم کبیر	امام سلیمان بن احمد الطبرانیؒ متوفی ۳۶۰ھ
-12	الکامل فی ضعفاء الرجال	امام عبداللہ بن عدی الجرجانیؒ متوفی ۳۶۵ھ
-13	المستدرک	امام محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوریؒ متوفی ۴۰۵ھ
-14	حلیۃ الاولیاء	امام احمد بن عبداللہ اصبہانیؒ متوفی ۴۳۰ھ
-15	شرح صحیح مسلم	علامہ یحییٰ بن شرف نوویؒ متوفی ۶۷۶ھ
-16	حصن حصین	امام محمد بن محمد جزریؒ متوفی ۸۳۳ھ
-17	عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری	حافظ محمود بن احمد عینی حنفیؒ متوفی ۸۵۵ھ
-18	التیسیر شرح جامع الصغیر	علامہ مناویؒ ۱۰۰۳ھ
-19	مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح	علامہ علی بن سلطان محمد القاریؒ متوفی ۱۰۱۴ھ
-20	شرح عین العلم	علامہ علی بن سلطان محمد القاریؒ متوفی ۱۰۱۴ھ
-21	اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ	شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ متوفی ۱۰۵۲ھ

-22	لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح	شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ متوفی ۱۰۵۲ھ
-23	انوار التنزیل	قاضی عبداللہ بن عمر بیضاوی شیرازیؒ متوفی ۶۸۵ھ
-24	التفسیرات الاحمدیہ	علامہ احمد جیون امیٹھویؒ جونپوری متوفی ۱۱۳۰ھ
-25	نورالعرفان حاشیہ کنزالایمان	مفتی احمد یار خان نعیمیؒ متوفی ۱۳۹۱ھ
-26	معارف القرآن	مفتی محمد شفیع دیوبندی متوفی ۱۳۹۶ھ
-27	نورالانوار	علامہ احمد جیون امیٹھوی جونپوریؒ ۱۱۳۰ھ
-28	الھدایۃ	علامہ علی بن ابی بکر مرغینانیؒ متوفی ۵۹۳ھ
-29	ردالمحتار	سید محمد امین ابن عابدین شامیؒ متوفی 1252ھ
-30	فتاویٰ رشیدیہ	رشید احمد گنگوہی متوفی ۱۳۲۳ھ
-31	فتاویٰ رضویہ	اعلیٰحضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلویؒ متوفی ۱۳۴۰ھ
-32	فتاویٰ نوریہ	مفتی نوراللہ نعیمیؒ متوفی ۱۴۰۳ھ